ٹیولپ اور اصلاحی علمِ الٰہی: ایمانداروں کی استقامت

آر۔ سی۔ سپرول * 22اپریل2017 *زمرہ: مضامین

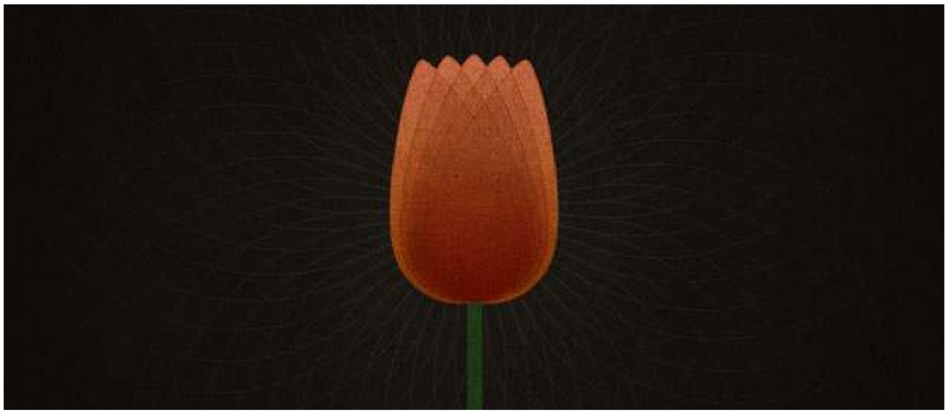

فلپیوں کی کلیسیا کو لکھتے ہوئے پولُس کہتا ہے، " اور مجھے اِس بات کا بھروسا ہے کہ جِس نے تُم میں نیک کام شرُوع کِیا ہے وہ اُسے یِسُوع مسیح کے دِن تک پُورا کر دے گا۔" یہاں پر خُدا کا وعدہ ہے کہ اُس نے ہماری روح میں جو کام شروع کیا ہے وہ اُسے پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ اس لئے ایمانداروں کی استقامت کے بارے میں قدیم اصلاحی علمِ الٰہی کا مسلمہ اصول اور محور یہ ہے:"اگر آپ حقیقی ایمان رکھتے اور نجات بخش فضل کی حالت میں ہیں تو آپ اسے کبھی بھی کھو نہیں سکتے۔ اگر آپ اسے کھو دیتے ہیں تو اس سے مُراد ہے آپ اسے کبھی رکھتے ہی نہ تھے۔"ہمیں معلوم ہے کہ بہت سارے لوگ ایمان کا اقرار کرتے ہیں اور اس کے بعد اپنے اقرار لایمان سے منحرف ہو جاتے یا ترک کر دیتے ہیں۔ یوحنا رسول لکھتا ہے کہ ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے شاگردوں کی صحبت کو چھوڑ دیا اور وہ اُنکے بارے میں یوں بیان کرتا ہے:" وہ نکلے تو ہم ہی میں سے مگر ہم میں سے تھے نہیں۔ اِس لِئے کہ اگر ہم میں سے

ہوتے تو ہمارے ساتھ رہتے لیکن نِکل اِس لئے گئے کہ یہ ظاہِر ہو کہ وہ سب ہم میں سے نہیں ہیں" (1۔یوحنا2باب19 آیت)۔ چھوڑنے سے پہلے بے شک وہ ظاہری طور پر شاگردوں کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ظاہری ایمان کا اقرار بھی کیا تھا اور مسیح یسوع اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ ایمان کا اقرار کرنا ایک شخص کے لئے تب بھی ممکن ہے جب وہ ایمان رکھتا ہی نہیں۔ مسیح یسوع کہتا ہے: "یہ اُمّت زُبان سے تو میری عزت کرتی ہے مگر اِن کا دِل مُجھ سے دُور ہے" (متی15باب8آیت)۔ مسیح حتیٰ کہ پہاڑی وعظ کے اختتام پر بھی خبردار کرتا ہے کہ آخیر زمانہ میں بہت سارے لوگ اُس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہم تیرے نام میں یہ کیا وہ کیا لیکن مسیح اُن سے کہے گا: "اُس وقت مَیں اُن سے صاف کہہ دُوں گا کہ میری کبھی تُم سے واقفیت نہ تھی۔ اَے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ۔" (متی7باب23آیت)۔ وہ یہ نہیں کہے گا کہ مَیں تمہیں کچھ مدت کے لئے تو جانتا تھا لیکن تم روکھے ہو گئے اور مجھ سے دغا کر گئے۔ نہیں بلکہ تم میری دیدنی کلیسیا کا حصہ ہی نہ تھے۔" خُدا کی برگزیدگی کا سارا مقصد اُسکے لوگوں کو باحفاظت آسمان میں داخل کرنا ہے۔ اس لئے جو کام وہ شروع کرتا ہے اُسے پورا بھی کرتا ہے۔ وہ صرف مسیحی

حقیقی مسیحی انتہائی اورسنگین برگشتگی کا شکار تو ہوسکتے ہیں لیکن وہ کبھی بھی مکمل اورحتمی طورپر فضل سے نہیں گرسکتے — آر۔سی۔ سپرول

زندگی کا آغاز ہی نہیں کرتے کرتا بلکہ ہماری تقدیس کرنے والا، ہمیں گناہ سے قائل کرنے والا اور ہماری مدد کرنے والا روح القدس ہمارے ساتھ ہوتا ہے تا کہ ہماری مخافظت واستقامت کو یقینی بنائے۔

مَیں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں تا کہ ایمان میں ثابت قدمی ہماری اپنی طاقت پر منحصر ہے۔ حتیٰ کہ نئے سرے سے پیدا ہونے کے بعد بھی ہم گناہ میں گر جاتے ہیں حتیٰ کہ سنگین گناہ میں بھی۔ ہم یہ کہتے

ہیں کہ ایک مسیحی کے لئے سنگین گناہ میں گرنے کا امکان ہے۔ ہم منحرف ہونے اور اخلاقی گراوٹ وغیرہ کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ مَیں روح القدس کے خلاف کفر کے علاوہ کسی ایک بھی ایسے گناہ کو نہیں جانتا جو ایک حقیقی طور پر نئے سرے سے پیدا م ہونے والا مسیحی نہ کر سکتا ہو۔

مثلاً ہم پرانے عہد نامے میں داؤد کا مثال دیکھتے ہیں۔ داؤد یقینی طور پر خُدا دل کے موافق تھا۔ وہ بلا شبہ ایک نئے سرے سے پیدا شدہ شخص تھا۔ اُس میں خُدا کا روح تھا۔ وہ خُدا کی باتوں کی بابت محبت کے گہرے جذبہ شوق سے سرشار تھا۔ اس کے باوجود اُس نے نہ صرف بدکاری کی بلکہ اپنے معشوق کے خاوند کو جان سے مارنے کی سازش میں ملوث تھا جو در حقیقت قتل کی سازش تھی۔ یہ ایک سنجیدہ کام ہے۔ حتیٰ کہ ناتنؔ نبی کے کلام کی وجہ سے ہم داؤد کی سنجیدہ سطح کی توبہ دیکھ سکتے ہیں مگر اہم نکتہ یہ ہے کہ داؤد گناہ میں گرا اور بڑی سنگینی سے گرا۔

پولُس رسول ہمیں اپنی روحانی طاقت کے بارے میں متکبر ہونے کے بارے میں متنبہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے: "پس جو کوئی اپنے آپ کو قائم سمجھتا ہے وہ خبردار رہے کہ گِر نہ پڑے" (1۔ کرنتھیوں 10 باب 12 آیت)۔ ہم بہت ہی سنگین سرگرمیوں میں گر جاتے ہیں۔ پطرس رسول حتیٰ کہ پیشگی خبردار کیے جانے کے باوجود بھی مسیح کا انکار کرتا ہے اور قسم کھاتا ہے کہ وہ اُسے نہیں جانتا جو ایک طرح سے عوامی دھوکہ ہے۔ اُس نے اپنے خُداوند کے خلاف غداری کی۔ جب اُسے غداری کے امکان سے خبردار کیا گیا تو پطرس نے کہا ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ مسیح نے پطرس سے کہا: "شمعُون! شمعُونؔ! دیکھ شَیطان نے تُم لوگوں کو مانگ لِیا تاکہ گیہُوں کی طرح پھٹکے۔ لیکن مَیں نے تیرے لِئے دُعا کی کہ تیرا اِیمان جاتا نہ رہے اور جب تُو رجُوع کرے تو اپنے بھائیوں کو مضبُوط کرنا۔" (لوقا 22 باب 31 تا 32 آیات)۔ پطرس گرا مگر وہ رجوع لایا۔ وہ بحال کیا گیا۔ اُسکی گراوٹ تھوڑے عرصہ کی تھی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ حقیقی مسیحی انتہائی اور سنگین گراوٹ کا شکار تو ہو سکتے ہیں مگر وہ کبھی بھی فضل سے مکمل اور حتمی طور پر نہیں گر سکتے۔

مَیں تصور کرتا ہوں کہ ” ایمانداروں کی استقامت کا یہ چھوٹا سا جملہ خطرناک طور پر غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس سے یہ تصور کیا جا سکتا ہے استقامت کا کام شاید ہم خود کرتے ہیں۔ مَیں یہ مانتا ہوں کی ایماندار ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جو خُدا کی جانب سے موثر طور پر بلائے گئے ہیں اور روح القدس کی قدرت سے نئے سرے سے پیدا ہو چکے ہیں وہ آخر تک برداشت کرتے ہیں۔ تاہم وہ اس لئے ثابت قدم نہیں رہتے کیونکہ وہ خُدا کے فضل کے وسائل کو بڑی جانفشانی سے استعمال میں لاتے ہیں۔ ہم میں سے کسی ایک شخص کے ایمان پر قائم رہنے کی وجہ جو ہم بتا سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمیں قائم رکھا گیا ہے۔ اس لئے مَیں ” ایمانداروں کی محافظت “ کی اصطلاح زیادہ پسند کرتا ہے۔ کیونکہ ہمارے فضل میں قائم رہنے کے عمل کی تکمیل خود خُدا کرتا ہے۔ میرا اعتقاد ہے کہ محافظت عزم و ارادہ کرنے والے کی صلاحیت میں نہیں۔ اور میرے بھروسے کا انحصار مسیح کی قدرت میں ہے جو اپنے فضل اور اپنی قیامت کی قدرت سے مجھے سنبھالے رکھتا۔ وہ مجھے سلامتی سے گھر میں لائے گا۔

* مترجم: ڈاکٹر ایلیاہ میسیؔ (2021)